AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No.3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ڈیجیٹل ملکیت اور غیر مادی اثاثوں کی فقہی تکییف: کلاسیکی نظریۂ مالیت اور معاصر مالی معاملات کا مطالعہ

The Jurisprudential Characterization of Digital Ownership and Intangible Assets: Classical Concepts of Property and Contemporary Financial Transactions

Dr Waleed Khan
Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies
GC Woman university Sialkot
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

Dr. Muhammed Abid Nadeem
Associate Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, GC University Lahore
Email: muhammadabid36@hotmail.com
dr.mabidnadeem@gcu.edu.pk

Dr. Muhammad Zia Ullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
NCBA&E, DHA Campus, Lahore
Email: zianoorani@gmail.com

ABSTRACT

This study examines the jurisprudential characterization (takyif fiqhi) of digital ownership and intangible assets in the light of classical Islamic concepts of property and contemporary financial transactions. Digital goods such as software licences, domain names, in-game items, data and blockchain-based tokens are copyable, platform-dependent and often governed by code and contract rather than by possession, which challenges the traditional vocabulary of mal, milk, manfaʿah and haqq. The article adopts an analytical, comparative and applied methodology. The analysis is limited to Sunni juristic sources and to widely discussed categories of digital assets, and it does not issue fatwas on individual products. First, it reconstructs the classical definitions of mal in the four Sunni schools, drawing on Ibn ʿAbidin, al-Shatibi, al-Suyuti and Ibn Qudamah, and clarifies the relationship between ownership, usufruct and rights. Second, it surveys modern juristic contributions, including those of Mustafa al-Zarqa, Wahbah al-Zuhayli and Fathi al-Duraini, and the resolutions of the International Islamic Fiqh Academy on non-material rights and constructive possession. Third, it compares these positions with common-law reasoning on digital property, including the criteria of National Provincial Bank v Ainsworth, the English decision in AA v Persons Unknown and the Law Commission's proposal of a third category of personal property. On this basis, the study proposes a five-part test for recognizing financial value in intangible assets: lawful benefit, capacity of exclusive control, customary valuation, transferability and the absence of prohibited elements. Applying this test, it characterizes licences as usufruct, domain names as transferable financial rights, and crypto-tokens as a disputed category whose status depends on control, custom and lawful use. The article further analyses sale, constructive possession, custody and inheritance of digital assets. It argues that recognizing an asset as property is distinct from permitting every transaction in it, and concludes with recommendations for regulators, Shariah boards and researchers.

Keywords: *Digital Ownership, Intangible Assets, Mal and Milk, Takyif Fiqhi, Islamic Financial Transactions*

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تمہید

اسلامی فقہ میں مال اور ملکیت کے احکام ہمیشہ انسانی معاملات کی بنیاد رہے ہیں، کیونکہ جان، دین، عقل اور نسل کے ساتھ مال بھی ان پانچ مقاصدِ شریعت میں شامل ہے جن کی حفاظت مطلوب ہے۔[1] قرآن مجید مال کو انسانی زندگی کے قیام کا ذریعہ قرار دیتا ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا﴾ (اور اپنے وہ مال بے وقوفوں کے حوالے نہ کرو جنہیں اللہ نے تمہارے لیے قیامِ زندگی کا ذریعہ بنایا ہے)۔[2] کلاسیکی فقہاء نے اس تصور کی بنیاد پر مال، ملک، منفعت اور حق کی ایسی اصطلاحات وضع کیں جن کی روشنی میں بیع، اجارہ، امانت، قرض اور وراثت کے احکام مرتب ہوئے۔

اکیسویں صدی میں ڈیجیٹل معیشت نے ایسے اثاثے پیدا کیے ہیں جو نہ مادی ہیں، نہ قبضے میں لیے جا سکتے ہیں اور نہ روایتی معنوں میں ذخیرہ کیے جا سکتے ہیں: سافٹ ویئر لائسنس، ڈومین نام، آن لائن اکاؤنٹس، کھیلوں کے ڈیجیٹل آئٹمز، ڈیٹا اور بلاک چین پر مبنی ٹوکن۔ ان اثاثوں پر کنٹرول اکثر کسی پلیٹ فارم کی شرائط اور کوڈ کے ذریعے قائم ہوتا ہے، اس لیے "ملکیت" کا لفظ یہاں فنی طور پر بحث طلب ہو جاتا ہے۔[3] سوال یہ ہے کہ آیا یہ اثاثے شرعی معنوں میں مال متقوم ہیں، ان پر ملکیت کس نوعیت کی ثابت ہوتی ہے، اور ان کے معاملات کو کس عقد میں داخل کیا جائے۔

تحقیق کا مرکزی سوال یہ ہے کہ کلاسیکی نظریۂ مالیت ڈیجیٹل اور غیر مادی اثاثوں کی تکییف کے لیے کس حد تک کافی ہے۔ ذیلی سوالات یہ ہیں: اول، مذاہبِ اربعہ میں مال، ملک، منفعت اور حق کی تعریفات کیا ہیں؟ دوم، ڈیجیٹل اثاثوں کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں اور ان سے کون سے فقہی سوالات پیدا ہوتے ہیں؟ سوم، ان اثاثوں کی مالیت پرکھنے کے لیے کون سے معیارات وضع کیے جا سکتے ہیں اور ان کا اطلاق مختلف معاملات پر کیسے ہو گا؟

منہج تجزیاتی، تقابلی اور اطلاقی ہے۔ کلاسیکی مآخذ میں ابن عابدین، شاطبی، سیوطی اور ابن قدامہ کی تعریفات اور مجلۃ الاحکام العدلیۃ کی دفعات سے استفادہ کیا گیا ہے؛ معاصر فقہی مباحث میں مصطفیٰ الزرقا، وہبہ الزحیلی اور فتحی الدریني کی تحریرات اور مجمع الفقہ الاسلامی الدولی کے قرارات سے رجوع کیا گیا ہے؛ اور تقابل کے لیے قانونِ عام کی عدالتی نظیروں اور لا کمیشن کی رپورٹ کو سامنے رکھا گیا ہے۔ سابقہ ادب میں حقوقِ معنویہ پر فقہی کام نسبتاً وافر ہے،[4] جبکہ ڈیجیٹل ٹوکن اور پلیٹ فارم پر مبنی اثاثوں کی تکییف کو کلاسیکی نظریۂ مالیت کے ساتھ منظم طور پر جوڑنے کی کوشش کم ہوئی ہے؛ یہ مقالہ اسی خلا کو پُر کرنے کی ایک کوشش ہے۔

1۔ ملکیت اور مالیت کا کلاسیکی فقہی نظریہ

1.1 قرآن و سنت میں مال اور معاملات کے بنیادی اصول

قرآن مجید نے مال کو زینتِ حیات بھی کہا اور آزمائش بھی: ﴿الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں)۔[5] مالی معاملات کے لیے بنیادی ضابطہ یہ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ﴾ (اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ، مگر یہ کہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو)۔[6] یہ آیت دو شرطیں مقرر کرتی ہے: معاملہ باطل سے خالی ہو اور رضامندی پر قائم ہو۔ عقود کی پابندی کا حکم بھی عام ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾۔[7]

---

[1] ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی، الموافقات (الخبر: دار ابن عفان، 1997ء)، کتاب المقاصد۔

[2] القرآن الکریم، سورۃ النساء 4:5۔

[3] Lawrence Lessig, *Code and Other Laws of Cyberspace* (New York: Basic Books, 1999), chap. 1.

[4] فتحی الدریني، حق الابتکار فی الفقہ الاسلامی المقارن (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1981ء)۔

[5] القرآن الکریم، سورۃ الکہف 18:46۔

[6] القرآن الکریم، سورۃ النساء 4:29۔

[7] القرآن الکریم، سورۃ المائدہ 5:1۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سنت میں ان اصولوں کی تفصیل ملتی ہے۔ حکیم بن حزامؓ کی روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو چیز تمہارے پاس نہیں اسے مت بیچو،[8] اور غرر والی بیع سے منع فرمایا۔[9] یہ دونوں اصول ڈیجیٹل اثاثوں کے معاملات میں خاص اہمیت رکھتے ہیں، کیونکہ وہاں فروخت کنندہ کا مملوک ہونا، مبیع کا متعین ہونا اور حوالگی پر قدرت اکثر غیر واضح ہوتے ہیں۔

قرآن نے مالی معاملات میں تحریر و شہادت کی تاکید بھی کی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾ (اے ایمان والو! جب تم کسی مقررہ مدت تک ادھار کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو)۔[10] ڈیجیٹل معاملات میں تحریر کی یہ ضرورت الیکٹرانک ریکارڈ اور بلاک چین کے اندراجات کے ذریعے پوری ہو سکتی ہے، کیونکہ مقصد معاملے کی وضاحت اور نزاع کا سدِّباب ہے، اور یہ مقصد ایسے ریکارڈ سے بھی حاصل ہوتا ہے جو تبدیلی سے محفوظ ہو۔ اسی طرح ﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾ کا حکم[11] ڈیجیٹل فراڈ، جعلی ٹوکن اور دھوکہ دہی کی تمام صورتوں کو شامل ہے۔

1.2 مذاہبِ اربعہ میں مال کی تعریف

فقہاء کے درمیان مال کی تعریف میں معیار کا اختلاف رہا ہے۔ حنفیہ کے ہاں مال وہ ہے جس کی طرف انسانی طبیعت مائل ہو اور جسے حاجت کے وقت تک ذخیرہ کیا جا سکے، اور مالیت لوگوں کے تمول، یعنی سب یا بعض کے مال شمار کرنے سے ثابت ہوتی ہے۔[12] مجلۃ الاحکام العدلیۃ نے بھی یہی تعریف اختیار کی اور منقول و غیر منقول دونوں کو شامل کیا۔[13] اس تعریف میں "امکانِ ادخار" کی شرط کی وجہ سے حنفیہ منافع کو ملک تو مانتے ہیں مگر مال نہیں مانتے۔ جمہور مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے ہاں معیار وسیع تر ہے: شاطبی کے نزدیک مال وہ ہے جس پر ملک واقع ہو اور مالک دوسروں کو چھوڑ کر اس پر مختار ہو؛[14] شافعیہ کے ہاں، امام شافعی کی طرف منسوب قول کے مطابق، مال وہ ہے جس کی قیمت ہو، اس سے بیع ہو سکے اور اسے ضائع کرنے والے پر ضمان لازم آئے؛[15] اور ابن قدامہ نے حنابلہ کی تعریف یہ بیان کی کہ مال وہ ہے جس میں حاجت و ضرورت کے بغیر بھی مباح منفعت ہو۔[16] ان تعریفات کا تقابل درج ذیل جدول میں پیش کیا گیا ہے۔

ماخذ	منافع کی حیثیت	تعریفِ مال	مذہب
رد المحتار؛ مجلۃ الاحکام، دفعہ 126	ملک ہیں، مگر مال نہیں	جس کی طرف طبیعت مائل ہو اور حاجت کے وقت تک ذخیرہ ممکن ہو	حنفیہ
الموافقات	مال شمار ہوتے ہیں	جس پر ملک واقع ہو اور مالک دوسروں کو چھوڑ کر مختار ہو	مالکیہ

---

[8] سلیمان بن الاشعث ابو داؤد، سنن ابی داؤد (دمشق: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء)، کتاب البیوع، حدیث 3503۔

[9] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، کتاب البیوع، حدیث 1513۔

[10] القرآن الکریم، سورۃ البقرہ 2:282۔

[11] القرآن الکریم، سورۃ البقرہ 2:188۔

[12] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت: دار الفکر، 1992ء)، کتاب البیوع، مطلب: مال کی تعریف۔

[13] مجلۃ الاحکام العدلیۃ، مجلۃ الاحکام العدلیۃ (کراچی: نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب، س ن)، دفعہ 126–127۔

[14] شاطبی، الموافقات، کتاب المقاصد۔

[15] جلال الدین السیوطی، الاشباہ والنظائر (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990ء)، مال کی تعریف کی بحث۔

[16] ابن قدامہ، المغنی (قاہرہ: مکتبۃ القاہرۃ، 1968ء)، کتاب البیوع۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ماخذ	منافع کی حیثیت	تعریفِ مال	مذہب
الاشباہ والنظائر	مال ہیں	جس کی قیمت ہو، بیچ ہو سکے اور ضائع کرنے پر ضمان آئے	شافعیہ
المغنی	مال ہیں	جس میں حاجت وضرورت کے بغیر بھی مباح منفعت ہو	حنابلہ

جدول 1: مذاہبِ اربعہ میں مال اور منافع کی تعریفات (مصنف کی اپنی تدوین)

1.3 ملک، منفعت اور حق

قرافی نے ملک کو ایسا شرعی حکم قرار دیا جو مالک کو چیز یا اس کی منفعت سے فائدہ اٹھانے اور اس کا معاوضہ لینے کا اختیار دیتا ہے۔[17] اس تعریف کی خوبی یہ ہے کہ ملک کو محض مادی قبضہ نہیں بلکہ اختیارات کا مجموعہ قرار دیتی ہے، اور یہی تصور جدید قانونی فکر میں ملکیت کو "حقوق کے بنڈل" کے طور پر سمجھنے کے قریب ہے۔ ہوہفیلڈ نے قانونی تعلقات کو حق، استحقاق، اختیار اور استثنا جیسے اجزا میں تقسیم کیا،[18] اور آنورے نے ملکیت کے گیارہ لوازم بیان کیے جن میں قبضہ، استعمال، آمدنی، انتقال اور ورثے میں منتقل ہونے کی صلاحیت شامل ہیں۔[19] فقہی تقسیم میں اشیاء کو عین، منفعت، دین اور حق میں تقسیم کیا جاتا ہے، اور ڈیجیٹل اثاثوں کی تکییف کا اصل مسئلہ یہی ہے کہ وہ ان چاروں میں سے کس کے تحت آتے ہیں یا ان سے الگ ایک نئی صورت ہیں۔

حقوق کی فقہی تقسیم میں ایک بنیادی فرق حقِ مجرد اور حقِ مالی کا ہے۔ حقِ مجرد وہ ہے جو محض شخصی اختیار یا رخصت ہو اور جس کا معاوضہ لینا حنفیہ کے ہاں عام طور پر ممنوع ہے، جبکہ حقِ مالی وہ ہے جس کی قدر عرف میں تسلیم شدہ ہو اور جو منتقل ہو سکتا ہو۔[20] اس تقسیم کی اہمیت یہ ہے کہ ڈیجیٹل اثاثوں کی بڑی تعداد، جیسے ڈومین نام یا لائسنس، نہ عین ہے اور نہ خالص دین، بلکہ حقِ مالی کے زمرے سے مناسبت رکھتی ہے۔ متاخرین فقہاء نے عرف کی بنا پر بعض حقوق کا معاوضہ جائز قرار دیا، اور یہ اصول نئے اثاثوں کے لیے گنجائش پیدا کرتا ہے۔[21]

1.4 عرف، مصلحت اور اجتہاد کا کردار

فقہ کا ایک مسلّمہ اصول یہ ہے کہ عرف قواعد کی تعیین میں معتبر ہے، چنانچہ مجلۃ الاحکام العدلیۃ میں "العادۃ محکمۃ" کا ضابطہ درج ہے۔[22] اسی مجلہ میں یہ اصول بھی بیان ہوا کہ زمانے کے بدلنے سے احکام کے بدلنے کا انکار نہیں کیا جاتا۔[23] مالیت کا مدار بھی تمول اور عرفی قیمت پر ہے، اس لیے جو چیز ایک دور میں مال نہ سمجھی جاتی تھی وہ عرف بدلنے پر مال شمار ہو سکتی ہے۔ مقاصدِ شریعت کی رو سے بھی مال کی حفاظت مطلوب ہے، اور ڈیجیٹل اثاثوں کو مال تسلیم نہ کرنے کی صورت میں ان کی چوری، غصب اور تلف پر ضمان کا نظام معطل ہو جاتا ہے۔ اس لیے مالیت کے اثبات میں مصلحتِ حفظِ مال ایک مؤید قرینہ ہے، اگرچہ وہ تنہا دلیل نہیں۔[24]

---

[17] شہاب الدین القرافی، الفروق (بیروت: عالم الکتب، س ن)، ملک کی تعریف کی بحث۔

[18] Wesley Newcomb Hohfeld, "Some Fundamental Legal Conceptions as Applied in Judicial Reasoning," *Yale Law Journal* 23, no. 1 (1913): 16–59.

[19] A. M. Honoré, "Ownership," in *Oxford Essays in Jurisprudence*, ed. A. G. Guest (Oxford: Oxford University Press, 1961), 107–47.

[20] مصطفیٰ احمد الزرقا، المدخل الفقہی العام (دمشق: دار القلم، 1998ء)، حقوق کی تقسیم۔

[21] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، کتاب البیوع۔

[22] مجلۃ الاحکام، مجلۃ الاحکام العدلیۃ، دفعہ 36۔

[23] مجلۃ الاحکام، مجلۃ الاحکام العدلیۃ، دفعہ 39۔

[24] شاطبی، الموافقات، کتاب المقاصد۔

2۔ ڈیجیٹل ملکیت اور غیر مادی اثاثے: تصور اور خصوصیات

ڈیجیٹل اثاثہ سے مراد ایسی قابلِ استعمال یا قابلِ تبادلہ چیز ہے جو الیکٹرانک صورت میں موجود ہو۔ فیئر فیلڈ نے مجازی املاک کی تین خصوصیات بیان کیں: مقابلہ پذیری (ایک شخص کے استعمال سے دوسرے کا استعمال محدود ہونا)، استقرار اور باہمی ربط۔[25] بہت سے ڈیجیٹل اثاثے، جیسے عام فائلیں، آسانی سے نقل ہو جاتے ہیں اور اس اعتبار سے ان میں مقابلہ پذیری نہیں پائی جاتی، جبکہ بلاک چین ٹوکن میں طریقِ کار کے ذریعے ایک ہی اکائی کے دوبار خرچ ہونے کو روکا جاتا ہے، اس لیے وہاں مقابلہ پذیری مصنوعی طور پر پیدا کی جاتی ہے۔[26]

عملی اعتبار سے ڈیجیٹل اثاثوں کو چار بڑے گروہوں میں رکھا جا سکتا ہے: (الف) استعمال کے حقوق، جیسے سافٹ ویئر اور مواد کے لائسنس؛ (ب) شناختی و رابطہ جاتی اثاثے، جیسے ڈومین نام اور اکاؤنٹس؛ (ج) قدر کے ذخائر اور ذرائع تبادلہ، جیسے کرپٹو ٹوکن؛ اور (د) منفرد ڈیجیٹل اشیاء، جیسے این ایف ٹی اور کھیلوں کے آئٹمز۔ ہر گروہ کی تکنیکی ساخت، قانونی بنیاد اور بازاری کردار مختلف ہے، اس لیے ایک ہی فقہی حکم سب پر لگانا درست نہیں۔ اس تقسیم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعض اثاثوں میں اصل مسئلہ ملکیت کا ہے، بعض میں انتقال کا، اور بعض میں اثاثے کی قدر کی نوعیت کا۔

پلیٹ فارم اکثر صارف کو ملکیت نہیں بلکہ محدود اور منسوخ ہو سکنے والا لائسنس دیتا ہے۔ فیئر فیلڈ نے اس طرف توجہ دلائی کہ صارفی معاہدوں کی شرائط ڈیجیٹل املاک کے قانونی تحفظ کو کمزور کر سکتی ہیں۔[27] فقہی نقطۂ نظر سے اگر پلیٹ فارم کسی بھی وقت بلا سبب اکاؤنٹ بند کر سکتا ہو تو ایسے حق میں استقرار اور استبداد کم ہوتا ہے، اور یہ اس کی مالیت کے ثبوت کو کمزور کر سکتا ہے؛ نیز شرائط کی یکطرفہ تبدیلی جہالت اور غرر کا سبب بن سکتی ہے۔

دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ کنٹرول اکثر قانون سے زیادہ کوڈ اور پلیٹ فارم کی شرائط کے ذریعے قائم ہوتا ہے۔ لیسگ کے الفاظ میں کوڈ بھی ایک طرح کا قانون ہے جو رویے کو محدود کرتا ہے۔[28] اسی لیے ڈیجیٹل مواد کے بارے میں "خریداری" اور "لائسنس" کا فرق اہم ہو گیا ہے۔ امریکی عدالت نے ورنر بنام آٹوڈیسک میں قرار دیا کہ سافٹ ویئر کا لائسنس یافتہ اس کی نقل کا مالک نہیں،[29] جبکہ یورپی عدالتِ انصاف نے یوزڈ سافٹ کے مقدمے میں ڈاؤن لوڈ شدہ سافٹ ویئر کی دائمی لائسنس کے ساتھ فروخت پر استنفادِ حق کا اصول لاگو کیا۔[30] دونوں فیصلے ظاہر کرتے ہیں کہ ڈیجیٹل معاملے میں "کیا فروخت ہوا؟" کا جواب معاہدے کی نوعیت سے متعین ہوتا ہے، جو فقہی تکییف کا بھی بنیادی سوال ہے۔

تیسری خصوصیت وکندریقرت ہے۔ بلاک چین پر مبنی اثاثوں میں کوئی مرکزی ادارہ ریکارڈ نہیں رکھتا بلکہ تقسیم شدہ کھاتہ اور خفیہ کاری کنٹرول متعین کرتے ہیں،[31] اور جو شخص نجی کلید رکھتا ہے وہ عملاً اثاثے پر تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔ یہ "احراز" کی ایک نئی صورت ہے، اور فقہی تکییف میں سب سے اہم سوال یہی ہے کہ کیا یہ کنٹرول شرعی معنوں میں قبضہ اور ملک کے لیے کافی ہے۔

3۔ فقہی تکییف کے اصول اور معیارِ مالیت

تکییف سے مراد کسی نئے واقعے کو اس کی حقیقت کے مطابق متعین فقہی قالب یا عقد میں داخل کرنا ہے۔ اس عمل کے دو مرحلے ہوتے ہیں: پہلے واقعے کی حقیقت کی تحقیق، پھر اس پر شرعی حکم کا اطلاق۔ ڈیجیٹل اثاثوں میں پہلا مرحلہ خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ تکنیکی حقیقت کو درست طور پر سمجھے بغیر غلط تکییف کا امکان رہتا ہے۔ اس تحقیق میں ان فقہی تعریفات اور عدالتی معیارات کو سامنے رکھ کر مالیت کے پانچ معیار تجویز کیے گئے ہیں۔

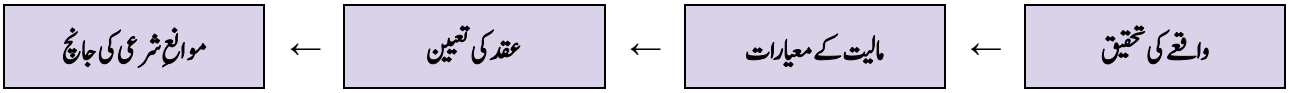
---

[25] Joshua A. T. Fairfield, "Virtual Property," *Boston University Law Review* 85 (2005): 1047–1102.
[26] Satoshi Nakamoto, "Bitcoin: A Peer-to-Peer Electronic Cash System," October 31, 2008, https://bitcoin.org/bitcoin.pdf.
[27] Fairfield, "Virtual Property," 1047–1102.
[28] Lessig, *Code*, chap. 1.
[29] *Vernor v. Autodesk, Inc.*, 621 F.3d 1102 (9th Cir. 2010).
[30] *UsedSoft GmbH v Oracle International Corp.*, Case C-128/11, EU:C:2012:407 (CJEU, July 3, 2012).
[31] Primavera De Filippi and Aaron Wright, *Blockchain and the Law: The Rule of Code* (Cambridge, MA: Harvard University Press, 2018).

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No.3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

پہلا معیار منفعتِ مباحہ ہے، یعنی اثاثے میں ایسا فائدہ ہو جو شرعاً جائز ہو، جیسا کہ حنابلہ کی تعریف میں آیا۔[32] دوسرا معیار استبدادِ مالک یا قابلِ احراز ہونا ہے، یعنی مالک دوسروں کو چھوڑ کر اس پر کنٹرول رکھ سکے، جو شاطبی کی تعریف کا مرکزی نکتہ ہے۔[33] تیسرا معیار عرفی تمول ہے، یعنی لوگ اسے مال شمار کرتے ہوں اور اس کی قیمت ہو، جیسا کہ حنفیہ اور شافعیہ کی تعریفات میں ہے؛ مجلۃ الاحکام نے اس سلسلے میں عرف کو حاکم قرار دیا۔[34] چوتھا معیار قابلِ انتقال ہونا ہے، کیونکہ مبیع کے لیے قدرتِ تسلیم شرط ہے۔[35] پانچواں معیار ممنوعاتِ شرعی سے خلو ہے، یعنی اثاثہ یا اس کا معاملہ ربا، غرر فاحش، قمار یا کسی حرام مقصد پر مبنی نہ ہو۔

یہ معیارات انگریزی قانون کی اس کسوٹی سے مشابہ ہیں جو ایبزورتھ کے مقدمے میں بیان ہوئی کہ کوئی چیز جائیداد تب بنتی ہے جب وہ متعین ہو، تیسرے فریق کے لیے پہچانی جا سکے، تیسرے فریق کے ذریعے اپنائی جانے کے قابل ہو اور اس میں کسی حد تک استقرار پایا جاتا ہو۔[36] فرق یہ ہے کہ فقہی معیار میں شرعی جواز بھی مالیت یا تقوم کا حصہ ہے، جبکہ قانون میں مالیت اور جواز الگ سوالات ہیں۔ اس فرق کی وجہ سے فقہی تجزیے کو دو مرحلوں میں رکھنا مفید ہے: پہلے مالیت اور ملکیت کا ثبوت، پھر مخصوص معاملے کے جواز کی جانچ۔



تصویر 1: ڈیجیٹل اثاثے کی فقہی تکییف کے مراحل (مصنف کی اپنی تدوین)

4۔ مختلف ڈیجیٹل اثاثوں کی فقہی تکییف

مذکورہ معیارات کو مختلف اثاثوں پر لاگو کرنے سے درج ذیل تکییفات سامنے آتی ہیں۔

اثاثہ	ممکنہ تکییف	مالیت کا مدار	اہم شرعی تحفظ
سافٹ ویئر لائسنس / ای بک	منفعت (اجارہ یا حقِ انتفاع)	منفعتِ مباحہ اور عرفی قیمت	مدت اور شرائط کی وضاحت
ڈومین نام	قابلِ انتقال مالی حق	عرفی قیمت اور انتقال کی قابلیت	ناجائز مواد سے پاک ہونا
گیم آئٹمز اور اکاؤنٹس	حقِ استعمال بحسب شرائط پلیٹ فارم	پلیٹ فارم کی اجازتِ انتقال	قمار کے عناصر سے بچاؤ
کرپٹو ٹوکن	اختلافی: غیر مادی عین یا غیر مالی	احراز، تمول، مباح استعمال	فاحش غرر اور غیر قانونی استعمال
این ایف ٹی	ٹوکن کی ملکیت، لازماً تخلیق کی نہیں	بنیادی حق کی نوعیت	حقوقِ دانش کی وضاحت
ڈیٹا اور ڈیجیٹل مواد	حقِ استعمال، اختلافی	افادیت اور عرفی قیمت	رازداری اور امانت

جدول 2: ڈیجیٹل اثاثوں کی ممکنہ فقہی تکییف (مصنف کی اپنی تدوین)

---

[32] ابن قدامہ، المغنی، کتاب البیوع۔

[33] شاطبی، الموافقات، کتاب المقاصد۔

[34] مجلۃ الاحکام، مجلۃ الاحکام العدلیۃ، دفعہ 36۔

[35] وہبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ (دمشق: دار الفکر، 1997ء)، جلد 4، شروطِ معقود علیہ۔

[36] *National Provincial Bank Ltd v Ainsworth* [1965] AC 1175 (HL).

4.1 سافٹ ویئر لائسنس، ای بکس اور ڈیجیٹل مواد

ان معاملات میں اصل چیز اکثر نقل کی ملکیت نہیں بلکہ استعمال کا حق ہے، جیسا کہ ورنر کے فیصلے میں سامنے آیا۔ فقہی اعتبار سے اسے منفعت کا معاملہ، یعنی اجارہ یا حقِ انتفاع کی فروخت، قرار دیا جا سکتا ہے۔ جمہور کے ہاں منفعت مال ہے، اس لیے اس کا معاوضہ جائز ہے؛ حنفیہ کے ہاں اگرچہ منفعت مال نہیں مگر عقدِ اجارہ کے ذریعے اس کا معاوضہ جائز ہے۔[37] شرط یہ ہے کہ لائسنس کی مدت، دائرۂ استعمال اور انتقال کی شرائط واضح ہوں تاکہ غرر پیدا نہ ہو۔ اگر لائسنس دائمی ہو اور انتقال کی اجازت دے تو وہ ملکیت کے قریب ہو جاتا ہے، لیکن یہ سب معاہدے کی تفصیل پر منحصر ہے۔

4.2 ڈومین نام، اکاؤنٹس اور حقوقِ معنویہ

ڈومین نام کی عرفی قیمت ہوتی ہے، وہ منتقل ہو سکتا ہے اور اس کا مالک دوسروں کو اس کے استعمال سے روک سکتا ہے، اس لیے اسے ایسا حقِ مالی قرار دیا جا سکتا ہے جو منفعتِ مستمرہ پر مشتمل ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی نے قرار نمبر 43(5/5) میں قرار دیا کہ تجارتی نام، علامتِ تجارت اور تصنیف و ایجاد کے حقوق ایسے حقوق ہیں جن کی مالی قدر ہے اور جو شرعاً محفوظ ہیں، اور ان کا معاوضہ لیا جا سکتا ہے۔[38] دریني نے حقِ ابتکار کو اسی بنیاد پر مالی حق کے طور پر ثابت کیا۔[39] زرقا نے بھی بیان کیا کہ عرف کی بنا پر بہت سے حقوق مالیت اختیار کر لیتے ہیں۔[40] البتہ سماجی رابطے کے اکاؤنٹس عموماً پلیٹ فارم کی شرائط کے تحت صرف استعمال کا ذاتی حق ہوتے ہیں، اس لیے ان میں انتقال اور وراثت کا حکم پلیٹ فارم کی اجازت سے مشروط رہتا ہے۔

4.3 کرپٹو ٹوکن

کرپٹو ٹوکن کی تکییف سب سے زیادہ اختلافی ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ یہ غیر مادی عین ہے جس میں احراز پایا جاتا ہے (نجی کلید کے ذریعے)، لوگوں میں اس کا تمول ہے، اس کی قیمت ہے اور وہ منتقل ہوتا ہے، اس لیے وہ مال متقوم ہے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اس کے پیچھے نہ کوئی جاری کنندہ ہے، نہ ذاتی منفعتِ مباحہ، اور اس کی قیمت میں شدید غرر ہے، اس لیے یہ مال نہیں یا اس کا معاملہ ممنوع ہے۔ دار الافتاء المصریہ نے 2018ء میں اسی نوع کے اسباب کی بنا پر بٹ کوائن کی تجارت کو حرام قرار دیا،[41] اور پاکستان میں اسٹیٹ بینک نے اسی سال بینکوں اور مالیاتی اداروں کو ورچوئل کرنسی کے لین دین سے روک دیا۔[42] دوسری طرف قانونِ عام کی عدالتوں نے کرپٹو اثاثوں کو جائیداد تسلیم کیا ہے: انگلستان کی عدالت نے اے اے بنام نامعلوم اشخاص میں بٹ کوائن کو جائیداد قرار دیا،[43] نیوزی لینڈ کی ہائی کورٹ نے کرپٹوپیا کے مقدمے میں یہی نتیجہ اخذ کیا،[44] اور برطانوی لا کمیشن نے ڈیجیٹل اثاثوں کے لیے ذاتی جائیداد کی "تیسری قسم" تجویز کی۔[45] برطانوی دائرۂ اختیار ٹاسک فورس نے بھی کرپٹو اثاثوں کو جائیداد کی خصوصیات کا حامل قرار دیا۔[46]

---

[37] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الاجارہ۔

[38] مجمع الفقہ الاسلامی الدولی، قرارات و توصیات مجمع الفقہ الاسلامی الدولی (دمشق: دار القلم، 2004ء)، قرار 43(5/5)۔

[39] دریني، حق الابتکار فی الفقہ الاسلامی المقارن۔

[40] زرقا، المدخل الفقہی العام، مالیت و ملکیت کی بحث۔

[41] دار الافتاء المصریہ، بیان بشأن تداول بٹ کوائن (قاہرہ: دار الافتاء المصریہ، 2018ء)۔

[42] State Bank of Pakistan, *BPRD Circular No. 03 of 2018* (Karachi: SBP, April 6, 2018).

[43] *AA v Persons Unknown* [2019] EWHC 3556 (Comm).

[44] *Ruscoe v Cryptopia Ltd (in liq)* [2020] NZHC 728.

[45] Law Commission, *Digital Assets: Final Report*, Law Com No. 412 (London: Law Commission, 2023).

[46] UK Jurisdiction Taskforce, *Legal Statement on Cryptoassets and Smart Contracts* (London: LawTech Delivery Panel, November 2019).

ان دونوں موقفوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ مالیت اور جوازِ معاملہ کو الگ رکھا جائے۔ اگر کسی ٹوکن میں احراز، عرفی تمول اور مباح استعمال پایا جائے تو اس کی مالیت کا اثبات ممکن ہے؛ تاہم یہ لازم نہیں کہ ہر لین دین جائز ہو، کیونکہ فاحش غرر، سٹہ بازی، سودی قرض یا غیر قانونی مقاصد کی صورتیں الگ سے ممنوع رہیں گی۔ اس طرح "مال ہونا" اور "ہر معاملے کا جائز ہونا" دو الگ نتیجے ہیں اور ان کو خلط کرنے سے اختلاف کا بڑا حصہ پیدا ہوتا ہے۔

ان ٹوکنز میں جو کسی روایتی کرنسی کے ذخائر کے مقابل جاری ہوں اور مقررہ شرح پر واپس تبدیل کیے جا سکیں، ان کی تکییف دین یا حوالہ کے قریب ہو سکتی ہے، اور ان کے کرنسی سے تبادلے میں صرف کے احکام، یعنی ایک ہی مجلس میں قبضہ اور برابری کی شرائط، زیرِ بحث آئیں گے۔[47] اس کے برعکس جن ٹوکنز کے پیچھے کوئی ذخیرہ یا دعویٰ نہ ہو ان کی تکییف محض بازاری قدر پر قائم ہوتی ہے، اور ان میں مالیت کا فیصلہ احراز اور عرفی تمول پر ہو گا۔ اسی طرح مائننگ کے ذریعے ٹوکن کا حصول محنت اور وسائل کے خرچ کا نتیجہ ہے جس سے حصولِ ملکیت کا دعویٰ تو کیا جا سکتا ہے، مگر اس کی شرعی تکییف میں معاصر علماء کے مابین اختلاف ہے۔

4.4 غیر قابلِ تبادلہ ٹوکن (NFT)

این ایف ٹی میں ایک بنیادی فرق ملحوظ رہنا چاہیے: ٹوکن کی ملکیت اور ٹوکن سے منسلک تخلیق کی ملکیت دو الگ چیزیں ہو سکتی ہیں۔ اگر معاہدہ صرف ٹوکن منتقل کرے تو خریدار بنیادی تخلیق کے حقوقِ نشر و اشاعت کا مالک نہیں بنتا۔ اس لیے تکییف میں پہلے یہ دیکھنا ہو گا کہ مبیع کیا ہے: ٹوکن، تخلیق کا حقِ استعمال، یا حقِ ملکیتِ دانش کا انتقال۔ جب تک مبیع واضح نہ ہو، غرر اور جہالت کا خدشہ برقرار رہتا ہے۔[48]

4.5 ڈیٹا اور ذاتی معلومات

ڈیٹا کی تکییف میں دو پہلو الگ رکھنے چاہییں: ایک ڈیٹا کی افادیت اور تجارتی قدر، دوسرا اس سے وابستہ امانت اور رازداری۔ صارف کی ذاتی معلومات اس کی ذات سے وابستہ حق ہیں اور دوسروں کے پاس امانت ہیں، اس لیے ان کی فروخت یا تجارتی استعمال صارف کی رضامندی اور واضح اطلاع کے بغیر جائز نہیں؛ باہمی رضامندی کی شرط ﴿عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ﴾ اس پر بھی لاگو ہوتی ہے۔[49] اس کے برعکس جو ڈیٹا بے نام اور مجموعی ہو اور جس کی عرفی قیمت ہو، اسے منفعت یا حقِ مالی کے طور پر زیرِ بحث لایا جا سکتا ہے۔ یہ بحث اس لیے اختلافی ہے کہ ڈیٹا کی ملکیت میں صارف، پلیٹ فارم اور تیسرے فریق کے حقوق باہم متداخل ہوتے ہیں۔

5۔ معاصر مالی معاملات میں اطلاق

5.1 بیع اور قبض

ڈیجیٹل اثاثوں کی بیع میں سب سے بڑا مسئلہ قبض کا ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی نے قرار نمبر 53(4/6) میں قبضِ حکمی کی ان صورتوں کو تسلیم کیا جن میں عرف کے مطابق مبیع پر تصرف کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے، مثلاً کھاتوں میں اندراج کے ذریعے۔[50] اس اصول پر ٹوکن کی صورت میں نجی کلید یا پتے پر مکمل تصرف کی قدرت قبضِ حکمی کے مفہوم سے قریب ہے، بشرطیکہ تصرف حقیقی ہو اور محض ایکسچینج کے اندرونی اندراج تک محدود نہ ہو جس پر صارف کا اختیار نہ ہو۔ اسی طرح "جو چیز تمہارے پاس نہیں اسے مت بیچو" کے اصول کی وجہ سے ایسی فروخت جائز نہیں جس میں بیچنے والا مبیع کا مالک یا اس پر قادر نہ ہو۔

ابتدائی سکہ پیشکش (ICO) جیسی صورتوں میں، جہاں ابھی وجود میں نہ آنے والے ٹوکن کی پیشگی فروخت کی جاتی ہے، یہ دیکھنا ہو گا کہ آیا یہ بیع ہے، سلم ہے یا شراکت کی دعوت۔ اگر مبیع کی صفات اور مدتِ حوالگی پوری طرح متعین ہوں اور قیمت پیشگی ادا کی جائے تو سلم کی شرائط کی روشنی میں بحث ہو سکتی ہے؛ ورنہ جہالت اور غرر کی بنا پر معاملہ فاسد ہو گا۔[51]

---

[47] مجمع الفقہ الاسلامی الدولی، قرارات و توصیات مجمع الفقہ الاسلامی الدولی، قرار 53(4/6)۔

[48] زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد 4، شروطِ معقود علیہ۔

[49] القرآن الکریم، سورۃ النساء 4:29۔

[50] مجمع الفقہ الاسلامی الدولی، قرارات و توصیات مجمع الفقہ الاسلامی الدولی، قرار 53(4/6)۔

[51] زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد 4، بیع سلم۔

5.2 امانت، قرض اور ایکسچینج میں رکھے گئے اثاثے

جب صارف اپنے ڈیجیٹل اثاثے کسی ایکسچینج یا کسٹوڈین کے پاس رکھتا ہے تو اس کی فقہی نوعیت دیکھنا ضروری ہے۔ اگر اثاثے الگ محفوظ رہیں اور ادارہ ان میں تصرف نہ کرے تو یہ ودیعت (امانت) ہے اور ادارے پر تعدی کی صورت ہی میں ضمان آتا ہے۔ اگر ادارہ اثاثوں کو اپنے کاروبار میں استعمال کرے، ملا لے یا ان پر منافع دے تو یہ فقہی طور پر قرض کے قریب ہو جاتا ہے اور اس پر قرض کے احکام، بالخصوص ربا کی شرط سے احتراز، لاگو ہوں گے۔[52] اس لیے "اسٹیکنگ" یا "منافع" کی پیشکشوں کی تکییف سے پہلے یہ طے کرنا ہو گا کہ اصل اثاثہ امانت ہے یا قرض۔

5.3 شرائط اور سمارٹ کنٹریکٹ

سمارٹ کنٹریکٹ ایسے پروگرام ہیں جو شرائط پوری ہونے پر خود کار طور پر عمل کرتے ہیں۔ فقہی لحاظ سے یہ عقد کو نافذ کرنے کا ذریعہ ہیں، خود عقد کا متبادل نہیں؛ عقد کی صحت کے لیے ایجاب و قبول، رضامندی، معقود علیہ کی وضاحت اور شرائط کی شرعی صحت پھر بھی ضروری ہے۔ "مسلمان اپنی شرائط پر قائم رہتے ہیں" کا اصول[53] کوڈ میں لکھی شرائط پر بھی لاگو ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ کریں۔ کوڈ کی غلطی یا غیر متوقع نتیجے کی صورت میں اصلاح اور ضمان کے قواعد بھی عقد کی عمومی تعبیر ہی سے اخذ ہوں گے۔

5.4 وراثت

ڈیجیٹل اثاثے اگر مال متقوم یا قابلِ انتقال مالی حق ہوں تو ترکہ میں شامل ہوں گے اور ورثاء میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوں گے۔ اس کا عملی مسئلہ رسائی کا ہے، کیونکہ نجی کلید یا پاس ورڈ کے بغیر اثاثہ عملاً ناقابلِ حصول ہو جاتا ہے۔ اس لیے وصیت اور منصوبہ بندی میں ایسے اثاثوں کی فہرست اور رسائی کے محفوظ انتظام کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ پلیٹ فارم کے اکاؤنٹس جو صرف شخصی استعمال کا حق ہیں وہ پلیٹ فارم کی شرائط کے مطابق ہی ورثاء کو منتقل ہوں گے، البتہ ان میں موجود مالی قدر والے مواد کا الگ جائزہ لیا جائے گا۔

5.5 ضابطہ کاری اور حفاظتِ حقوق

ڈیجیٹل اثاثوں کی ضابطہ کاری میں مختلف ممالک کے رجحانات مختلف ہیں: کہیں ممانعت، کہیں احتیاطی ہدایات اور کہیں جائیداد کے طور پر تسلیم۔ پاکستان میں اسٹیٹ بینک کا 2018ء کا سرکلر بینکوں کو ورچوئل کرنسی کے لین دین سے روکتا ہے۔[54] دوسری طرف لا کمیشن کی تجویز کا مقصد یہ ہے کہ ڈیجیٹل اثاثوں پر ملکیت، چوری اور وراثت کے دعووں کے لیے واضح قانونی بنیاد فراہم ہو۔[55] مقاصدِ شریعت کی رو سے ضابطہ کاری کا ہدف دو چیزوں میں توازن ہونا چاہیے: ایک طرف صارف کے مال کا تحفظ اور دھوکہ دہی کی روک تھام، دوسری طرف جائز تجارت اور جدت کے مواقع کو بند نہ کرنا۔ شرعی بورڈز اور ریگولیٹرز کا مشترکہ فریم ورک اس توازن کو بہتر طور پر برقرار رکھ سکتا ہے۔

6۔ تجزیہ و مناقشہ: اعتراضات اور جوابات

پہلا اعتراض یہ ہے کہ ڈیجیٹل اثاثے مال نہیں کیونکہ ان میں مادی وجود اور ذاتی منفعت نہیں پائی جاتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور کے ہاں مالیت کا مدار منفعتِ مباحہ اور عرفی قیمت پر ہے، مادی ہونا شرط نہیں، اور معاصر فقہاء نے حقوقِ معنویہ کی مالیت کو اسی بنیاد پر تسلیم کیا ہے۔[56] البتہ حنفی معیارِ ادخار کو سخت معنی میں لیا جائے تو یہ اعتراض مضبوط ہوتا ہے، اور اسی لیے اس مسئلے میں فقہاء کے مابین اختلاف کا باقی رہنا قابلِ فہم ہے۔

دوسرا اعتراض غرر اور شدید قیمتی اتار چڑھاؤ کا ہے۔ یہ اعتراض مالیت پر نہیں بلکہ بعض لین دین کے جواز پر اثر انداز ہوتا ہے، کیونکہ فقہاء کے ہاں غرر اسی وقت مؤثر ہے جب وہ فاحش ہو اور عقد کے مقصد کو متاثر کرے۔ اس لیے قیمت میں اتار چڑھاؤ تنہا ثبوتِ مالیت کی نفی نہیں کرتا، بلکہ سٹہ بازی اور قمار کے عناصر والے معاملات کو روکنے کا

---

[52] ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الودیعہ۔

[53] ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیہ، حدیث 3594۔

[54] State Bank of Pakistan, *BPRD Circular No. 03 of 2018*.

[55] Law Commission, *Digital Assets*.

[56] زرقا، المدخل الفقہی العام، مالیت و ملکیت کی بحث۔

جواز فراہم کرتا ہے۔ تیسرا اعتراض یہ ہے کہ قانون کا ڈیجیٹل اثاثوں کو جائیداد ماننا شرعی ثبوت نہیں۔ بجا ہے؛ قانونی تسلیم صرف عرف اور مصلحت کے ایک قرینے کے طور پر کام آتی ہے، اور فقہی حکم اپنے اصولوں سے ہی اخذ ہو گا۔ ان اعتراضات کے تجزیے سے یہ تالیف سامنے آتی ہے کہ مالیت کا اثبات، معاملے کے جواز کی جانچ اور ریاستی ضابطہ کاری تینوں الگ مگر باہم مربوط سطحیں ہیں۔

چوتھا اعتراض عرف کی عالمگیریت کا ہے: ڈیجیٹل اثاثوں کا بازار سرحدوں سے ماورا ہے، تو کس خطے کا عرف معتبر ہو؟ جواب یہ ہے کہ عرف کا اعتبار متعلقہ بازار اور فریقین کے دائرے میں ہوتا ہے، اور جب کوئی عرف عالمگیر ہو جائے تو اس کا اثر زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ تاہم جہاں مقامی ضابطے ممانعت کرتے ہوں وہاں فقہی جواز کے باوجود قانونی پابندی کی رعایت لازم ہے، کیونکہ جائز امور میں اولی الامر کی اطاعت کا حکم ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ﴾۔[57]

خلاصہ بحث و نتائج

زیرِ نظر مطالعے میں ڈیجیٹل ملکیت اور غیر مادی اثاثوں کی فقہی تکییف کا تجزیہ کلاسیکی نظریۂ مالیت اور معاصر مالی معاملات کی روشنی میں کیا گیا۔ تحقیق سے حسبِ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں۔ اول، مذاہبِ اربعہ میں مال کی تعریفات کا مدار ادخار، منفعتِ مباحہ، عرفی قیمت اور استبدادِ مالک پر ہے، اور جمہور کا موقف ڈیجیٹل اور غیر مادی اثاثوں کو سمونے کی زیادہ گنجائش رکھتا ہے۔ دوم، ڈیجیٹل اثاثوں کی نمایاں خصوصیات، یعنی نقل پذیری، پلیٹ فارم پر انحصار، کوڈ کے ذریعے کنٹرول اور وکندریقرت، فقہی تکییف میں ”مبیع کی حقیقت“ کی تحقیق کو بنیادی اہمیت دیتی ہیں۔ سوم، مالیت کے پانچ معیار، یعنی منفعتِ مباحہ، قابلِ احراز ہونا، عرفی تمول، قابلِ انتقال ہونا اور ممنوعات سے خلو، مختلف اثاثوں کی تکییف کے لیے عملی کسوٹی فراہم کرتے ہیں۔ چہارم، لائسنس منفعت، ڈومین نام قابلِ انتقال مالی حق اور کرپٹو ٹوکن ایک اختلافی قسم ہیں جس کا حکم احراز، عرف اور مباح استعمال پر منحصر ہے۔ پنجم، اثاثے کا مال ہونا اور ہر معاملے کا جائز ہونا دو الگ نتائج ہیں، اور بیع، قبض، امانت، قرض اور وراثت میں الگ الگ فقہی اصول لاگو ہوتے ہیں۔

ان نتائج کی روشنی میں چند سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔ اول، شرعی بورڈز ڈیجیٹل اثاثوں کے ہر نئے معاملے میں پہلے مبیع کی تکنیکی حقیقت اور معاہدے کی نوعیت متعین کریں، پھر حکم لگائیں۔ دوم، ریگولیٹری ادارے مالیت اور جوازِ معاملہ کو الگ رکھتے ہوئے ایسے ضوابط بنائیں جو غرر، قمار اور دھوکے کی روک تھام کریں۔ سوم، پلیٹ فارم کے صارفین اور تاجروں کے لیے شرائط میں ملکیت، انتقال اور وراثت کی وضاحت کو لازم قرار دیا جائے۔ چہارم، مزید تحقیق میں مختلف قسم کے ٹوکنز، ڈیجیٹل مواد اور ڈیٹا کی تکییف پر الگ الگ مطالعات کیے جائیں اور ان میں تکنیکی ماہرین کی شرکت یقینی بنائی جائے۔

کتابیات (Bibliography)

القرآن الکریم۔

ابن عابدین، محمد امین۔ رد المحتار علی الدر المختار۔ طبع دوم۔ 6 جلدیں۔ بیروت: دار الفکر، 1992ء۔

ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث۔ سنن ابی داؤد۔ تحقیق: شعیب الارنؤوط و محمد کامل قرہ بللی۔ دمشق: دار الرسالۃ العالمیۃ، 2009ء۔

الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات۔ تحقیق: مشہور بن حسن آل سلمان۔ 7 جلدیں۔ الخبر: دار ابن عفان، 1997ء۔

الزرقا، مصطفیٰ احمد۔ المدخل الفقہی العام۔ 3 جلدیں۔ دمشق: دار القلم، 1998ء۔

الزحیلی، وہبہ۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ۔ طبع چہارم۔ 11 جلدیں۔ دمشق: دار الفکر، 1997ء۔

الدریني، فتحی۔ حق الابتکار فی الفقہ الاسلامی المقارن۔ بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1981ء۔

السیوطی، جلال الدین۔ الاشباہ والنظائر۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1990ء۔

مجلۃ الاحکام العدلیۃ۔ تحقیق: نجیب ہوا ویني۔ کراچی: نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب، س ن۔

مسلم بن الحجاج۔ صحیح مسلم۔ تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن۔

ابن قدامہ، موفق الدین عبد اللہ بن احمد۔ المغنی۔ 10 جلدیں۔ قاہرہ: مکتبۃ القاہرۃ، 1968ء۔

[57] القرآن الکریم، سورۃ النساء 4:59۔

القرافی، شہاب الدین احمد بن ادریس۔ الفروق (انوار البروق فی انواء الفروق)۔ بیروت: عالم الکتب، س ن۔

مجمع الفقہ الاسلامی الدولی۔ قرارات وتوصیات مجمع الفقہ الاسلامی الدولی۔ دمشق: دار القلم، 2004ء۔

دار الافتاء المصریۃ۔ بیان بشأن تداول بٹ کوائن۔ قاہرہ: دار الافتاء المصریۃ، 2018ء۔

English Sources

AA v Persons Unknown [2019] EWHC 3556 (Comm).

De Filippi, Primavera, and Aaron Wright. *Blockchain and the Law: The Rule of Code*. Cambridge, MA: Harvard University Press, 2018.

Fairfield, Joshua A. T. "Virtual Property." *Boston University Law Review* 85 (2005): 1047–1102.

Hohfeld, Wesley Newcomb. "Some Fundamental Legal Conceptions as Applied in Judicial Reasoning." *Yale Law Journal* 23, no. 1 (1913): 16–59.

Honoré, A. M. "Ownership." In *Oxford Essays in Jurisprudence*, edited by A. G. Guest, 107–47. Oxford: Oxford University Press, 1961.

Law Commission. *Digital Assets: Final Report*. Law Com No. 412. London: Law Commission, 2023.

Lessig, Lawrence. *Code and Other Laws of Cyberspace*. New York: Basic Books, 1999.

Nakamoto, Satoshi. "Bitcoin: A Peer-to-Peer Electronic Cash System." October 31, 2008. https://bitcoin.org/bitcoin.pdf.

National Provincial Bank Ltd v Ainsworth [1965] AC 1175 (HL).

Ruscoe v Cryptopia Ltd (in liq) [2020] NZHC 728.

State Bank of Pakistan. *BPRD Circular No. 03 of 2018*. Karachi: SBP, April 6, 2018.

UK Jurisdiction Taskforce. *Legal Statement on Cryptoassets and Smart Contracts*. London: LawTech Delivery Panel, November 2019.

UsedSoft GmbH v Oracle International Corp. Case C-128/11, EU:C:2012:407 (CJEU, July 3, 2012).

Vernor v. Autodesk, Inc., 621 F.3d 1102 (9th Cir. 2010).